۱۲۴واں باب

دشمنانِ دین کے ساتھ قتال کا حکم

سورۃ البقرۃ [۲ : ۱ الٓمّٓ ۱۹۰ تا ۲۱۸]

۴۲ جنگ کے لیے مدینے کے پاس فوج، سواریاں اور اسلحہ

۴۳ فرضیتِ قتال

۴۵ یہ جنگ کب تک جاری رہے گی؟

۴۶ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

۴۷ احکاماتِ حج

۵۰ اللہ کا خوف یعنی تقویٰ حج کی اساس ہے

۵۳ منافقین کی سرگرمیاں

۵۷ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

۵۸ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

۶۰ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ

۶۴ براء بن معرور رضی اللہ عنہ: بیت اللہ کی طرف رخ کرنے والا امتِ محمدیہ کا پہلا فرد

۶۵ تحویلِ قبلہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواہش

۶۵ تحویلِ قبلہ کی اہمیت اور غرض وغایت

۶۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل اور بعد میں سمتِ قبلہ

۶۷ مسجد الحرام، امتِ وسط اور اتمامِ نعمت

۶۸ آیاتِ تحویل قبلہ سورۃ البقرۃ ۱۴۲-۱۵۲

۱۲۴واں باب

دشمنانِ دین کے ساتھ قتال کا حکم

زیرِ مطالعہ کتاب کے بالکل اوّلین باب [باب#۱۲۲؛ کشمکش کا میدان] میں یہ واضح ہو گیا تھا کہ مدینے کو مستقبل قریب میں حجاز کی تمام طاقتوں سے نبٹنا ہے تاکہ وہ اپنی بقا کا جواز مہیا کر سکے مگر فوری طور قریش کے ساتھ ایک جنگ ناگزیر ہی نہیں بلکہ بس تُلی کھڑی ہے، جاری سلسلہ حوادث زمانہ کے کسی بھی حادثہ کو کبھی بھی جنگ چھڑ جانے کا فوری سبب بن جانا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کمالِ بے نیازی سے نبی اکرم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پوری تندہی کے ساتھ ایک نئے معاشرے کی صورت گری میں اس طرح پر امن و پر سکون مصروف ہیں گویا کوئی خاص بات ہی نہیں ہے۔ یہ جرأت واطمینان ایک نبی ہی کی ہمت و دانش کا نتیجہ تھا۔ اس بیان سے یہ بات اخذ نہ کی جائے کہ دفاعی اور عسکری معاملات سے کوئی بے توجہی تھی۔ ہر گز نہیں، بلکہ بتانا یہ ہے کہ دفاع اور سلامتی کے نام پر کوئی ایمر جنسی نہیں تھی، زہد و تقویٰ سے معمور تعمیرِ سیرت اور معاشرتی اور معاشی اصلاحات کا ایک ہمہ گیر پروگرام چل رہا تھا جسے آپ گزشتہ پانچ ابواب [۱۲۲تا۱۲۶] میں بالتفصیل دیکھ چکے ہیں، اِن کاموں کا سلسلہ جاری رہے گا، جنھیں ہم اپنے مقام پر بیان کرتے رہیں گے، وماتوفیقی الاباللہ۔

جنگ کے لیے مدینے کے پاس فوج، سواریاں اور اسلحہ

دفاعی کاموں اور جنگی تیاریوں کے ضمن میں مدینے کے وسائل و مسائل بھی پیش نظر رہنے چاہئیں۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں لے جانے کے لیے ۵۰۰ سے زائد فداکار مخلصین مُیسر نہیں ہیں، ایک بڑی تعداد میں مقامی باشندے عبداللہ بن ابی کے زیرِ اثر ہیں جو ناقابلِ اعتبار ہی نہیں بطور خود ایک خطرہ تھے کہ دشمن سے مل کر ریاست کی جڑیں کھوکھلی نہ کر دیں۔ یہود اگرچہ آپؐ کے اعلامیے کے تحت اس بات کے پابند ہیں کہ مدینہ پر کوئی حملہ ہو تو دفاع میں اپنا حصہ ڈالیں، مدینے سے باہر نکل کر کسی جنگ یا عسکری مہم میں حصہ لینے کے نہ وہ پابند ہیں اور نہ ہی یہ دانش مندی ہے کہ اِن حسد کے مارے مخالفین کو کسی مہم میں ساتھ لیا جائے۔ مالی لحاظ سے صورتِ حال بڑی پتلی ہے، یہود سے سود پر قرضے لیے جانے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اگرچہ ابھی ممانعتِ سود کے احکامات نہیں آئے لیکن یثرب کے مدینۃ النبی بننے کے بعد یہ سلسلہ نہ ہونے کے برابر

ہو گیا، مہاجرین کی آباد کاری بہت بڑا معاشی چیلنج تھا، جس تک کے لیے یہود سے قرضہ نہیں لیا گیا۔ عسکری ساز و سامان اور سواریاں بھی کم تھیں، ظاہر ہے مہاجرین تو گھر بار چھوڑ کر آئے تھے، اُن کی مالی حالت تو تھی ہی پتلی نہ سواریاں نہ مناسب اسلحہ اور نہ اسلحہ خریدنے کی قوت۔

اِن حالات میں صرف اور صرف اللہ پر اعتماد اور بھروسے پر میدانِ جنگ میں جایا سکتا تھا۔ میدانِ بدر میں ایسا ہی کیا گیا اور ظاہر بیں آنکھوں کے تمام تخمینوں کے خلاف جنگ، قریش کی شکست پر نہیں قریش پر ایک آسمانی عذاب کی صورت میں مسلط ہوئی اور حق و باطل کی کشمکش میں طاقت کا توازن تبدیل ہو گیا۔ مدینہ ایک طاقت بن کر ابھر آیا۔ یوں تو اِس اعتماد اور بھروسے کے پیدا ہو جانے کی پشت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے لیے تربیت کا وہ نظام تھا جو کم و بیش ۱۴ برس سے نزول قرآن کی شکل میں جاری و ساری تھا اور ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ اور خالقِ کائنات کے درمیان پیہم عرش و فرش کے رابطے سے چل رہا تھا، مگر اس اعتماد اور بھروسے کو جنگ کی اجازت کے ساتھ مزید نمو پانے کا موقع چار ماہ قبل اُس وقت ملا جب سُوْرَةُ الْحَجّ کی ۳۹ویں آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔ یہ اجازت اور اللہ کی جانب سے مدد پر قدرت رکھنے کی بات کے اعلان و اعادہ کا، جس کا اہلِ ایمان پہلے ہی ادراک و یقین رکھتے تھے اجازت جنگ کی وحی میں شامل ہونے کا مطلب ہی یہ تھا کہ وہ مدد جو ایمان کا حصہ ہے اب آیا چاہتی ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ﴿۳۹﴾ اُن لوگوں [اہلِ ایمان] کو جنگ و قتال کی اجازت دے دی گئی کیوں کہ وہ اُن کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہوئے اور جان لیا جائے کہ اللہ یقیناً اِن کی مدد پر قادر ہے

نخلہ کی فوجی مہم نے سردارانِ قریش کے اُن ڈراؤنے خوابوں کو حقیقت بنا دیا تھا جو اُنھیں مدینے میں استقبالِ رسول کریم ﷺ کی خبروں کے بعد پیہم سوتے اور جاگتے نظر آنے لگے تھے۔ جنگ ناگزیر ہے، اللہ، اُس کا رسولؐ اور اُس کے جاں نثار سب اب ایک فیصلہ کن معرکہ چاہتے ہیں جو حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے، وہ ربِّ کریم جس نے اپنے نبیؐ اور اُس کے صحابہؓ کی خواہش پر قبلے کا رخ تبدیل کر دیا تھا، جنگ کیوں نہ فرض کرتا۔ بھلا اب جنگ فرض نہ کی جاتی تو کب کی جاتی جبریل امین علیہ السلام سورہ بقرہ کا جو اگلا سبق لے کر آئے ہیں، آیئے تلاوت کریں۔

فرضیتِ قتال

قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

تم اللہ کے لیے اُن لوگوں سے جنگ کرو، جو تم سے آمادۂ جنگ ہیں، زیادتی نہ کرنا کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

جنگ، جس کی اجازت کچھ عرصے قبل ہی دی گئی تھی اب حکماً فرض کردی گئی۔ یہ سلسلہ کلام ابھی آگے بڑھے گا اور واضح الفاظ میں ۲۱۶ ویں آیت میں یہ فرضیت یوں سامنے آئے گی: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ...... قتال کی فرضیت کا جواز اوّلاً یہ ہے کہ اُن کو جنگ میں سبق کیوں نہ سکھایا جائے جو تم سے آمادۂ جنگ ہیں ثانیاً یہ کہ اُنھوں نے [مشرکینِ قریش] تم کو ابراہیمؑ کے آباد کردہ اللہ کے شہرِ مکہ سے نکالا ہے، جس کا اُنھیں کوئی حق نہ تھا، کیوں نہ اُن کو وہاں سے نکال کر بیت اللہ کو واگزار کیا جائے ثالثاً یہ کہ بلاشبہ خوں ریزی ایک تکلیف دہ چیز ہے مگر فتنہ خوں ریزی سے زیادہ بُرا اور امنِ عالم کو تباہ کرنے والا ہے۔ اِس کی تباہ کاری اتنی شدید ہے کہ اگر حدودِ حرم میں وہ قتال کریں تو اُن کو وہاں بھی نہ بخشنا۔ اللہ کے ساتھ شرک زمین پر سب سے بڑا ظلم اور سب سے بڑا فتنہ ہے، اِس فتنے کے استیصال کے لیے جنگ و قتال فرض کی گئی ہے۔

وَقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو اور انھیں نکالو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے، یہ اس لیے کہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اور مسجد حرام کے قریب اِن کے ساتھ اُس وقت تک قتال نہ کرنا جب تک وہ تمھارے ساتھ وہاں قتال نہ کریں، اور اگر وہ جنگ کریں، تو تم بھی انھیں موت کے گھاٹ اُتارنا، کافروں کی یہی جزا ہے۔ پھر رک جائیں، تو اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اور تم اللہ کے دین کی سربلندی اور اُس کی حفاظت کے لیے اُن لوگوں سے جنگ کرو، جو تم سے آمادۂ جنگ ہیں اِس لیے کہ وہ اللہ، اُس کے رسولؐ اور اُس کے دین کے دشمن ہیں، مگر قتل کرنے میں زیادتی نہ کرنا کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ○ ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو اور انھیں شہرِ مکہ سے نکالو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے، یہ اس لیے کہ قتل فی نفسہٖ اگرچہ بُرا ہے، مگر شرک اور استیصال دینِ اسلام کا فتنہ قتل سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اور مسجد حرام کے قریب یعنی حدودِ حرم میں اِن کے ساتھ اُس وقت تک قتال نہ کرنا جب تک وہ تمھارے ساتھ وہاں قتال نہ کریں، اور اگر وہ حدودِ حرم میں جنگ کریں، تو تم بھی انھیں وہیں موت کے گھاٹ اُتارنا، شرک کے خوگر کافروں کی یہی مناسب جزا ہے ○ پھر اگر وہ ڈر کے یا شکست کھا کے یا کسی اور سبب جنگ سے رک جائیں، تو جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، تم بھی اپنا ہاتھ روک لینا ○

یہ جنگ کب تک جاری رہے گی؟

بلاشبہ قرآن مجید جستہ جستہ سرزمینِ عرب کے دو شہروں مکے اور مدینے میں اترتا رہا، حالات کے لحاظ سے وہ ہدایات اور رہ نمائی تقریری اور بیانیہ انداز میں فراہم کرتا رہا، جو اُس گزرنے والے وقت کے احوال پر منطبق ہوتی تھی، یوں سننے والوں پر اُس کے سارے اشارے، کنائے اُس کی شانِ نزول، زمانہ نزول اور جائے نزول سب ہی عیاں ہوتی تھیں لیکن اُس کے مضامین آفاقی اور زمان و مکاں سے ماوراء اور بالاتر قیامت تک کے لیے تھے۔ سننے والوں نے جو نہ عربی ادب کے اور لسانیات کے ماہر تھے اور نہ ہی اُس وقت تک غیر مرتب صرف و نحو سے اُنھیں کوئی واسطہ تھا قرآن کو اُس ہستی سے براہِ راست سنتے اور سیکھتے رہے جس کے سینے پر روح الامین نازل کرتے تھے۔ اوّلین قرآن سننے والوں کا اُس ہستی سے حاصل کردہ یہ فہم، قرآن کے ساتھ نسل در نسل مسلمانوں تک منتقل ہوا ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ قرآن زمان و مکاں سے بلند سارے زمانوں اور علاقوں اور بسنے والی تمام انسانی نسلوں کے لیے ایک ہی کتابِ ہدایت ہے جس کی آیات محکمات سے اس کے ماننے والے براہِ راست ہدایت و رہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ یہ تا قیامت اسلام کے فروغ و قیام و غلبے کی جدوجہد کا ایک ماڈل بھی ہے، جس ماڈل سے امت مسلمہ اپنے اپنے اوقات، احوال و ظروف (circumstances) میں اپنے راسخ العقیدہ اور حاملین رسوخ فی العلم کی رہ نمائی میں رہ نمائی حاصل کرتی ہے۔ یہ کام کبھی ناقابلِ عمل اور کارازرفتہ نہیں ہوتا، یہ نہ کبھی قصہ کہانی تھا اور نہ کبھی بنا ہے یہ ایک زندہ جاوید کتاب ہے جو باطل سے کشمکش اور طوفانوں میں موجوں سے لڑنے والوں کو ہر زمانے میں ایک نقشہ کار (road map) مہیا کرتا ہے، جو ساحل پر بیٹھے نظارہ کرنے والوں کو نہ پہلے کبھی بھایا تھا اور نہ آنے والے ادوار میں کبھی ایسا ہونے کی امید ہے۔

اہلِ ایمان کے لیے اہلِ کفر کے ساتھ جنگ کا یہ حکم قیامت تک، اُس وقت تک کے لیے ہے جب تک مشرکانہ جاہلیت، باطل نظام ہائے زندگی زمین پر سے نابود نہ ہو جائیں اور دینِ حق غالب نہ آجائے۔ جن لوگوں نے قرآن مجید کی اِن آیات سے ثابت ہونے والی باطل کے ساتھ اس کشمکش کو جان بوجھ کر صرف شہرِ مکہ یا حدودِ حرم تک محدود کرنے اور ''فتنے'' کو صرف آزادی رائے یا آزادیِ مذہب پر پابندی میں محدود کرنے کی کوشش کی ہے، درحقیقت اُنھوں نے بعثت نبوی ﷺ کے بنیادی مقصد ہی کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اِس نادر خیال کو پیش کرنے کا اگر مقصود کسی کو پروانہ امن دینا ہے تو یہ جان لیا جائے کہ یہود و ہنود، ملحدین، کفار اور اہلِ مغرب اِن تشریحات کو سن کر اپنے آپ کو اسلام سے ہرگز مامون نہیں سمجھیں گے جب تک کہ تمام عالمِ اسلام اِس قرآن

مجید سے یک زبان و یک سر بے زاری اور اعلانِ لاتعلقی نہ کر دے۔ ابھی یہ ۲۰۱۰ کی بات ہے کہ وزیرِاعظم برطانیہ پارلیمنٹ میں قرآن کو اُٹھا کر لایا اور قتال کی آیات پڑھ کر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک یہ کتاب موجود ہے، اُس وقت تک نہ مسلمانوں کو دہشت گردی سے روکا جاسکتا ہے اور نہ ہی دنیا میں امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے آرزومندوں کو اِن آیات کو سمجھتے ہوئے یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ احکام اُس وقت آئے جب بالفعل دنیا میں ایک اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی اور چہار جانب آباد بستیوں نے بھی اِس زمینی ٹھوس حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا۔

قتال کے لیے اِن آیات مبارکہ سے کب، کتنی سرعت سے، کتنے عرصے کے لیے اور کس درجے کا عمل درکار ہے؟ ظاہر ہے حکمِ قتال کی بجاآوری پنج وقتہ نماز یا مقررہ مہینے میں روزوں کی یا سال بہ سال دی جانے والی ڈھائی فی صد زکوٰۃ کی طرح متعین نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے درمیان اُن کے اربابِ حل وعقد اللہ سے ڈرتے ہوئے ایک مشاورتی نظام میں، اُس کے دین کو بچانے اور اُس کی سربلندی کے لیے دشمنانِ دین کے ساتھ قتال کا فیصلہ کریں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ہیں، اُس وقت نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کے درمیان زندہ و موجود تھے، جنگ تو سر پر تُلی کھڑی تھی مگر کب؟ کہاں؟ کچھ طے نہیں تھا ابھی تو غزوہ بدر کے آثار بھی نہیں تھے۔ ابھی تو آدابِ جنگ بتانے والی سورہ مبارکہ، سُوْرَۃُ مُحَمَّد بھی نازل نہیں ہوئی تھی، آیئے تلاوت کریں، کچھ تشنہ امور کی توضیح بعد میں۔

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾	تم اِن کے ساتھ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے احکامات کے تابع ہو جائے۔ پھر اگر باز آجائیں، تو سمجھ لو کہ اب کاروائی جائز نہیں سوائے ظالموں کے خلاف۔ ماہِ حرام کی جنگ ماہِ حرام ہی میں نبٹانی ہے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری کے ساتھ ہوگا۔ پس جو تم پر ہاتھ اُٹھائے، تم بھی اسی طرح اُس پر ہاتھ اُٹھاؤ مگر اللہ سے ڈرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تو بس اہلِ تقویٰ کے ساتھ ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان نہ کرنا۔ احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو محبوب رکھتا ہے۔

تم اِن مشرکینِ مکہ کے ساتھ بھرپور جنگ کرو یہاں تک کہ شرک کا فتنہ باقی نہ رہے اور دین [نظامِ زندگی] اللہ کے احکامات کے تابع ہو جائے۔ پھر اگر دشمنانِ دین مقابلے اور سازشوں سے باز آ جائیں، تو سمجھ لو کہ اب کاروائی جائز نہیں سوائے بدعہدوں اور دوبارہ مقابلے کے لیے اُٹھنے والے ظالموں کے خلاف۔ ماہِ حرام کی حرمت پامال کر کے اگر مشرکین مکہ جنگ کریں تو بلا تردد ماہِ حرام ہی میں اُن سے جنگ نبٹانی ہے اور جان لیا جائے کہ تمام حرمتوں کا لحاظ جس طرح اے مشرکین تم کرو گے مسلمانوں کی جانب سے بھی اُسی برابری کے ساتھ ہو گا۔ پس اے مومنو! جو تم پر ہاتھ اُٹھائے، تم بھی اسی طرح اُس پر اپنا آہنی ہاتھ اُٹھاؤ مگر دانستہ اور نادانستہ بے اعتدالی ہو جانے سے اللہ سے ڈرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تو بس اہلِ تقویٰ کے ساتھ ہے ○ جنگ کی تیاری کے لیے اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرو اور اس معاملے میں کوتاہی کر کے خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان نہ کرنا۔ ہر کام میں ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین [Excellent] طرزِ عمل یعنی احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو محبوب رکھتا ہے ○

احکاماتِ حج

دور دور تک اس بات کا کوئی امکان نہیں نظر آ رہا ہے کہ اہلِ مدینہ کو حج کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ جانے دیا جائے گا، لیکن اِس حکم کے فوراً بعد کہ "مشرکین قریش کو جہاں پاؤ وہاں قتل کرو" حج کے احکام اِس طرح شروع ہو جاتے ہیں کہ گویا حج کے لیے جانا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ جن کے درمیان یہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا وہ جانتے تھے کہ اللہ کوئی ایسا حکم نہیں دیتا، جو استطاعت سے بڑھ کر ہو یا جس پر عمل ناممکن ہو، مراسمِ حج کی تعلیمات پر مبنی آیات کے نزول نے اُنھیں یہ یقین کامل دلا دیا کہ دشمنانِ دین کے قتال کا حکم بڑا نتیجہ خیز ہو گا بیت اللہ منکرین کے قبضے سے آزاد ہو کر اسلامیان کے زیرِ نگیں آ جائے گا۔

وَ اَتِمُّوا الۡحَجَّ وَ الۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ ؕ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَیۡسَرَ مِنَ الۡہَدۡیِ ۚ وَ لَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَکُمۡ حَتّٰی یَبۡلُغَ الۡہَدۡیُ مَحِلَّہٗ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ بِہٖۤ اَذًی مِّنۡ رَّاۡسِہٖ فَفِدۡیَۃٌ

جب صرف اللہ کی رضا کے لیے حج اور عمرے کا ارادہ کرو، تو اسے ضرور پورا کرو۔ اور اگر کہیں گھر جاؤ تو جو قربانی میسر آئے، اللہ کی جناب میں قربان کر دو اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔ مگر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، تو اسے چاہیے کہ فدیہ

مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۗ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾

کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے دے یا پھر قربانی کرے۔ پھر اگر تمھیں امن واطمینان نصیب ہو جائے ، تو جو شخص تم میں عمرہ ادا کر لینے کا فائدہ اٹھالے، وہ حسب مقدور قربانی کرے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے دوران اور سات گھر پہنچ کر رکھے، یہ پورے دس ہوئے۔ یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھر مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔ لوگو، اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ ۲۴۶

جب صرف اللہ کی رضا کے لیے حج اور عمرے کا ارادہ کرو، تو اسے ضرور پورا کرو کہ اگر کوئی دکھاوا پیشِ نظر ہے یا رضائے الٰہی کی نیت نہیں تو، توبہ کر کے اپنی نیت کو خالص کر لو۔ اور اگر راہ میں کہیں نا قابل عبور رکاوٹ یا رکاوٹوں میں گھِر جاؤ تو جو قربانی کا جانور میسر آئے، اللہ کی جناب میں قربان کر دو اور اپنے سر نہ مونڈو [یا بال نہ کٹاؤ] جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے یعنی ذبح نہ ہو جائے۔ مگر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور وہ اس وجہ سے اپنا سر قربانی سے قبل ہی منڈوالے، تو اسے چاہیے کہ فدیہ کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے دے یا پھر قربانی کرے... پھر اگر وہ رکاوٹ یا رکاوٹیں دور ہو جائیں اور تمھیں امن واطمینان نصیب ہو جائے تو اپنا سفر حج جاری رکھو اور پھر اگر ایسا ہو کہ تم ایامِ حج سے قبل ہی حرم میں پہنچ جاؤ، تو جو شخص تم میں سے حج کے دن آنے تک عمرہ ادا کر لینے کا اضافی فائدہ اٹھالے، وہ اس توفیق کے مل جانے پر شکرانہ ادا کرنے کے لیے حسب مقدور قربانی دے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے دوران اور سات گھر پہنچ کر رکھے، یہ پورے دس ہوئے۔ یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھر اور اہلِ خانہ مسجد حرام کے قریب نہ ہوں، حرم میں اور قرب وجوار میں رہنے والوں کے لیے عمرہ اور حج ایک سفر میں نہیں ہوتے، بلکہ علیحدہ اسفار درکار ہوتے ہیں۔ لوگو، اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ احکام کی خلاف ورزی پر اللہ سخت سزا دینے والا ہے ○

آیاتِ مبارکہ ۱۹۶ تا ۲۰۱ میں حج کے لیے بیان کردہ احکامات

- صرف اللہ ہی کی رضا کے لیے حج اور عمرہ ہو

[سفرِ حج کے لیے کسی نوع کا دنیاوی مقصد بنیادی نہیں ہونا چاہیے اگرچہ ساتھ میں کچھ دنیاوی کام بھی نبٹائے جا سکتے ہیں۔ بنیادی مقصد دنیاوی ہو تو زندگی میں ایک بار فرضِ حج کو نبٹانے کے لیے خالصتاً حج کی نیت سے ایک اور سفر بہتر ہے]

- حج اور عمرے کا ارادہ کر کے نکل کھڑے ہو تو اسے ضرور پورا کرو
- راستے میں یا وہاں پہنچ کر کسی افتاد و پریشانی میں گھِر جاؤ تو قربانی کر دو،

[واپس پلٹ آؤ اور قضا کرو]

- سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔
- بیمار ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، تو سر مونڈنے کے بجائے فدیہ میں روزے رکھے یا صدقہ دے یا پھر قربانی کرے
- جو شخص تم میں سے [ایک ہی سفر میں حج کے ساتھ] عمرہ ادا کر لینے کا موقع پالے، وہ اس توفیق پر شکرانے کی قربانی دے
- قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے دوران اور سات گھر پہنچ کر رکھے

[اوپر دی گئی رعایت ان لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھر مسجد حرام کے قریب نہ ہوں]

- حج کے مہینے معلوم و متعین ہیں [یعنی سفر، ادائیگی اور سفر واپسی کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ]
- حج کے دوران کسی نوع کی جنسی حرکت کی، کسی بھی گناہ کی اور کسی لڑائی جھگڑے کی گنجایش نہیں
- سفرِ حج کے لیے سامانِ سفر ساتھ لے جاؤ بہتر سامانِ سفر اللہ کا خوف (تقویٰ) ہے۔
- کوئی حرج نہیں کہ اپنے رب کے فضل کو [معاش، تجارت] تلاش کر لو۔
- جب عرفات سے چلو، تو مشعرِ حرام کے پاس قیام کر کے اللہ کا ذکر کرو
- جہاں سے اور سب لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے تم بھی پلٹو
- جب اپنے حج کے مراسم [مناسک] ادا کر چکو، تو [ایام تشریق کے اگلے چار دن] زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کیا کرو اگر دو ہی دن میں واپس ہو جاؤ تو کوئی حرج نہیں
- [اس عبادت کے دوران کرنے کی بہترین] دعا یہ ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور عذابِ آتشِ جہنم سے ہمیں بچائیو!

اللہ کا خوف یعنی تقویٰ حج کی اساس ہے

اللہ کا انسان پر ایسا خوف ہو کہ وہ ہر لمحے ہر آن اِس یقین کی بنیاد پر کہ اللہ دیکھ رہا ہے ہر جھوٹ، بُرے، ناپسندیدہ اور گناہ کے کام سے بچ رہا ہے، تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی آبیاری ہی تمام عبادتوں کا مقصود و مطلوب ہے۔

- جب نماز کے قیام کا حکم دیا گیا تھا تب یہی کہا گیا تھا کہ نماز فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے...... اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ﴿سُوۡرَۃُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ: ۴۵﴾
- اسی جاری سلسلہ گفتگو میں جب روزوں کو فرض کیا گیا تو یہی کہا گیا کہ روزے اس لیے فرض کیے جا رہے ہیں کہ شاید تم اللہ سے ڈرنے والے متقی و پرہیزگار بن جاؤ...... یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ: ۱۸۳﴾
- اب جب حج کے احکام بتائے جا رہے ہیں تو یہی کہا جا رہا ہے کہ ضروریاتِ حج کے لیے سامان ضرور لے جاؤ مگر جان لو کہ حج کے لیے اصل زادِ راہ تو اللہ کا خوف و ڈر ہے..... وَ تَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ: ۱۹۷﴾
- اسی سلسلہ کلام میں آگے کہا جا رہا ہے کہ جو مشعرِ حرام سے فارغ ہو کر زیادہ دن عبادت و ذکر میں لگا رہے وہ بھی اچھا اور جو جلدی کرے صرف دو دن ہی لگائے وہ بھی ٹھیک ہے مگر دونوں صورتوں میں بھلائی صرف اللہ سے ڈرنے والے کے لیے ہے.... فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ۚ وَ مَنۡ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰی ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ﴿سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ: ۲۰۳﴾

ہم نے پچھلے صفحے پر اس سلسلہ آیات میں آنے والے تمام احکامات کا ایک خلاصہ دے دیا ہے، احکامات سے ماسوا اِن آیات کی تلاوت اور تدبر میں جو چیز پیشِ نظر رہنی چاہیے اُن میں پہلی یہ ہے کہ جہاد و قتال کے برگ و بار و ثمرات آئیں گے اور جو شہر سے نکالے گئے ہیں اور جن جن پر بیت اللہ کے دروازے بند کیے ہیں اُن کے لیے دروازے کھولے جائیں گے اور پوری شان سے حج ہوگا، دوسری پیشِ نظر رکھنے والی چیز یہ ہے کہ نماز ہو یا روزہ یا حج اگر تقویٰ نہ پیدا ہو سکا تو ساری عبادتوں کا مقصود ہی غارت ہو گیا تقوے سے خالی عبادتیں منافقین کی عبادتیں ہوتی ہیں جو جہنم کے آخری درجے میں رکھے جائیں گے۔ آیئے آگے کا سبق پڑھتے ہیں:

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ
فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوۡقَ ۙ وَ
لَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ ؕ وَ مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ
خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَ تَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَيۡرَ
الزَّادِ التَّقۡوٰى ۫ وَ اتَّقُوۡنِ يٰٓاُولِى
الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ
اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ فَاِذَآ
اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ
عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۖ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا
هَدٰٮكُمۡ ۚ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ
الضَّآلِّيۡنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ
حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۹۹﴾

حج کے مہینے معلوم و متعین ہیں۔ پس، جو شخص ان ایّام میں حج کا عزم کر لے تو حج کے دوران کسی نوع کی جنسی حرکت کی، کسی بھی گناہ کی اور کسی لڑائی جھگڑے کی گنجایش نہیں۔ اور جو بھی نیکیاں تم کرو گے، وہ اللہ کے علم میں رہیں گی۔ سفرِ حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ بہتر زادِ راہ اللہ کا خوف ہے۔ پس اے عقل والو میری پکڑ کا خوف رہے۔ تم پر اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنے رب کے فضل کی تلاش کر لو۔ پس جب عرفات سے چلو، تو مشعرِ حرام کے پاس قیام کر کے اللہ کا ذکر کرو اُس طرح، جیسا کہ اُس نے تمھاری رہ نمائی کی ہے، جیسا کہ اِس سے پہلے تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے۔ جہاں سے اور سب لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے تم بھی پلٹو اور اللہ سے معافی چاہو، بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

حج کے مہینے معلوم و متعین ہیں۔ پس، جو شخص ان ایّام میں حج کا عزم کر لے تو اُسے جاننا چاہیے کہ حج کے دوران کسی نوع کی جنسی یا شہوانی سرگرمی یا معمولی حرکت کی، کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ کی اور کسی لڑائی جھگڑے کی کوئی بھی گنجایش نہیں۔ اور اپنے حج کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے اِس دوران بڑھ چڑھ کر جو بھی نیکیاں تم کرو گے، وہ اللہ کے علم میں رہیں گی۔ سفرِ حج کے لیے زادِ راہ تو ساتھ لے کر جاؤ گے ہی، سنو، سب سے بہتر زادِ راہ تو تم پر طاری اللہ کا خوف ہے۔ پس اے عقل والو حج کے دوران ہر لمحے، ہر گفتگو، ہر معاملے اور ہر کام میں میری پکڑ کا خوف تم پر طاری رہے۔ تم پر اس میں کوئی حرج نہیں کہ سفرِ حج میں آتے جاتے اپنے رب کے فضل کی تلاش میں کسی معاشی سرگرمی کو اختیار کر لو، یہ کام ہر گز نہ معیوب ہے نہ ممنوع۔ پس جب عرفات سے چلو، تو مشعرِ حرام کے پاس یعنی مزدلفہ میں قیام کر کے اللہ کا بکثرت ذکر کرو اُس طرح، جیسا کہ اُس نے اپنے رسول کے ذریعے تمھاری رہ نمائی کی ہے، نہ کہ مشرکانہ کلمات اور بدعات اختیار کرو جیسا کہ اِس سے پہلے

بالیقین تم لوگ بھٹکے ہوئے کیا کچھ اُلٹی سیدھی حرکتیں نہ کیا کرتے تھے۔ حج میں کسی قوم یا گروہ کو امتیاز حاصل نہیں، چنانچہ قریش اور کچھ دیگر قبائل نے اپنی شان جتانے کے لیے جو امتیازی طریقے مقرر کیے ہیں کالعدم ہیں پس مزدلفہ کے بعد جہاں سے اور سب لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے اے تمام مسلمانو، تم بھی پلٹو اور اللہ سے اپنی خطاؤں کی معافی چاہو، بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا اور مہربان ہے ○

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

پھر جب اپنے حج کے مراسم [مناسک] ادا کر چکو، تو جس طرح پہلے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے، اُسی طرح اب اللہ کا ذکر کیا کرو، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں کامیابی عطا کر ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور انھی لوگوں میں کوئی ایسا ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور عذابِ آتشِ جہنم سے ہمیں بچائیو!

پھر جب اپنے حج کے مراسم [مناسک] ادا کر چکو، تو جس طرح پہلے اپنے باپ دادا کو اپنے اجتماعات اور مشاعروں میں یاد کرتے تھے، وہی جوش و جذبہ لیے اُسی طرح اب تسبیح و تکبیر، تحمید اور دعاؤں کے ذریعے اللہ کا ذکر کیا کرو، بلکہ اس سے بھی زیادہ جوش و سرگرمی کے ساتھ۔ حج پر آنے والے لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں، جو بس دنیاوی کاموں کے بن جانے اور اُن میں کامیابی کے لیے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں کامیابی عطا کر ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ○ اور انھی لوگوں میں کوئی ایسا ہوتا ہے جس کی دعا دنیا اور آخرت دونوں کے لیے ہوتی ہے، جب وہ کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور عذابِ آتشِ جہنم سے ہمیں بچائیو! ○

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

یہ لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے حصہ پائیں گے اور اللہ جلد حساب چکانے والا ہے۔

وَ اذۡكُرُوا اللّٰهَ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ۚ وَ مَنۡ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰی ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾

لوگو! اللہ کی یاد میں حج کی عبادت کے یہ گنتی کے چند متعین روز بسر کرلو پھر جو کوئی جلدی کرے اور دو ہی دن میں واپس ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، اور جو دیر تک ٹھہر کر پلٹے تو بھی کوئی حرج نہیں.......اگر وہ اللہ سے ڈرتا رہا۔ لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور خوب جان رکھو کہ تم اُسی کے حضور پیش کیے جاؤ گے ○

یہ لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ کامیابی میں سے حصہ پائیں گے اور اللہ جلد حساب چکانے والا ہے ○ لوگو! اللہ کی یاد میں حج کی عبادت کے یہ گنتی کے چند متعین روز بسر کر لو تو کیا ہی بہتر ہے۔ پھر عرفات، مشعرِ حرام اور رمی جمار سے فارغ ہو کر جو کوئی جلدی کرے اور محض دو ہی دن میں منٰی سے واپس ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، اور جو مزید کچھ دن دیر تک منٰی میں ٹھہر کر مسجد حرام کو پلٹے تو بھی کوئی حرج نہیں... بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرتا رہا۔ لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور خوب جان رکھو کہ تم اُسی کے حضور پیش کیے جاؤ گے ○

منافقین کی سرگرمیاں

نخلہ کی فوجی مہم نے ماحول میں ایک سراسیمگی پیدا کر دی تھی۔ منافقین اور یہود کو بڑا یقین تھا کہ قریش ضرور بدلہ لیں گے اور اِن مسلمانوں کو ایسا مزا چکھائیں گے کہ معاملہ صاف ہو جائے گا۔ ادھر مسلمان بھی اس واقعے پر ایک اُلجھن میں تھے کہ کیوں کر اِس قضیے سے جان چھڑائی جائے۔ اِن حالات میں جب ربُّ العالمین نے اِن شکستہ حال، مال و دولت سے تہی اہلِ ایمان کو حجاز کے طاقت ور ترین اور مشرکینِ قریش کے قتال پر ابھارا اور حج پر بیت اللہ جانے کی تعلیم و تربیت شروع کی تو منافقین نے باتیں بنانی شروع کر دیں۔ اِس سے قبل کے یہ پست ہمتی اور مایوسی پھیلاتے، بڑے ہی شان دار الفاظ میں منافقین کا بھانڈا پھوڑ دیا گیا۔ منافقین کی الفاظ میں ایک ایسی شان دار تصویر کھینچ دی کہ آج بھی امتِ مسلمہ میں یہ جہاں بھی ہیں پہچانے جاتے ہیں، افسوس کہ آج یہ تعداد میں مخلصین سے زیادہ ہیں۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّعۡجِبُكَ قَوۡلُهٗ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ یُشۡهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیۡ قَلۡبِهٖ ۙ وَ هُوَ اَلَدُّ الۡخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

لوگوں میں سے کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ جس کی باتیں آج اس دنیا کی زندگی میں تو تمھیں بہت اچھی لگتی ہیں، وہ جھگڑالو تمھارا کٹر دشمن ہے، اپنے "خلوصِ دل" پر بار بار اللہ کی قسمیں کھاتا ہے ○

وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں اس کی سر گرمیاں بس اسی لیے ہوتی ہیں کہ فساد پھیلے، کھیت غارت ہوں اور نسلِ انسانی بربادی سے دوچار ہو جائے۔ اللہ تو فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا○ جب اُسے ٹوکا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر! تو اِس بات سے اُس کی اَنا مجروح ہو کر اُس کو گناہوں پر مزید جما دیتی ہے۔ ایسے کے لیے تو بس جہنم ہی بڑی مناسب جگہ ہے اور وہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے○

اے اہلِ مدینہ! پچھلی آیات میں مشرکینِ مکہ کے ناجائز قبضے میں بیت اللہ اور اُس میں ادا کیے جانے والے حج کی بابت سننے کے بعد ذرا اپنے ہی شہر میں موجود منافقین کے اماموں کی بابت بھی کچھ جان لو، مذکورہ بسنے والے لوگوں میں سے کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ جس کی چکنی چپڑی باتیں آج اِس دنیا کی زندگی میں تو تمھیں بظاہر بہت اچھی لگتی ہیں مگر در حقیقت وہ تم کو گھیرنے کے لیے ہیں، وہ جھگڑالو تمھارا کٹر دشمن ہے○ حال یہ ہے کہ اپنے "خلوصِ دل" پر بار بار اللہ کی قسمیں کھاتا ہے، تمھاری محفلوں سے لوٹ کر اپنے یاروں اور یہود کے پاس جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری سر گرمیاں بس اسی کام کے لیے وقف ہوتی ہیں کہ فساد پھیلے، وہ تو چاہتا ہے کہ کھیت غارت ہوں اور نسلِ انسانی بربادی سے دوچار ہو جائے۔ اللہ تو فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا○ اِس کے کرتوتوں پر جب اُسے ٹوکا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر! تو اِس بات سے اُس کی اَنا مجروح ہو کر اُس کو گناہوں پر مزید جما دیتی ہے۔ ایسے بدقماش کے لیے تو بس جہنم ہی بڑی مناسب جگہ ہے اور وہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً

ضروری تھا کہ منافقین کی تنقیص کے بعد اُن صادق الایمان لوگوں کی تعریف کی جاتی جنھوں نے اپنا تن، من، دھن، اپنے اوقات اور خواہشات سب ہی کچھ اللہ کی راہ میں لگا رکھے تھے، اُن کو بھی معیارِ کمال سے آگاہ کیا کہ معیارِ کمال یہ ہے کہ اللہ کی کامل اطاعت اختیار کر لو، زندگی کے ہر معاملے میں اُس کی مرضی مقدم ہونی چاہیے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

اِن کے علی الرغم ایسے لوگ بھی ہیں جن میں سے ہر کوئی اللہ کی رضاجوئی کے لیے اپنی جان کھپانے والا ہے اور ایسے ہی بندوں پر اللہ نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان لانے والو! اِسلام [اللہ کی کامل اطاعت] میں تم پورے

کے پورے داخل ہو جاؤ۔اور شیطان کی پیروی نہ کرنا وہ تمھارا کھلا دشمن ہے ○

فَاِنۡ زَلَلۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَيِّنٰتُ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ‌ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۲۱۰﴾ ع ۲۵

اگر تم ان واضح دلائل وہدایات کے بعد جو تمھارے پاس آچکی ہیں، پھسل گئے، تو جان لو کہ اللہ سب پر غالب بڑی حکمت اور دانائی والا ہے۔کیا لوگ اب اِس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبان میں خود اور اُس کے فرشتے بھی آموجود ہوں اور فیصلہ ہی کر ڈالا جائے؟۔آخر کار سارے اعمال و افکار و تنازعات کو اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے ○

اے لوگو، تمھارے لیے تو میرے رسول کے اُن رفقاء میں ایک مثال و نمونہ ہے۔ منافقین [جن کا تذکرہ پچھلی آیات میں ہوا] کے علی الرغم یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں سے ہر کوئی اللہ کی رضاجوئی کے لیے اپنی جان کھپانے والا ہے اور ایسے ہی بندوں پر اللہ نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان لانے والو! اِسلام [اللہ کی کامل اطاعت] میں تم پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔اور شیطان کی پیروی میں منافقین کی مانند شکوک و سستی کا مظاہرہ نہ کرنا وہ تمھارا کھلا دشمن ہے ○ اگر تم ان واضح دلائل و ہدایات کے بعد جو تمھارے پاس آچکی ہیں، منافقین کی دعوت پر دنیا کی دل فریبیوں اور تعصبات کی جانب پھسل گئے، تو جان لو کہ اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے دینِ اسلام کو غالب کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس کام کے لیے وہ سب پر غالب بڑی حکمت اور دانائی والا ہے ○ گزشتہ ۱۴ برس سے نازل ہونے والا قرآن اپنے مخاطبین کے سامنے رہ نُمائی اور ڈراوے کا حق ادا کر چکا ہے، کیا لوگ اب اِس کے منتظر ہیں کہ غیب پر ایمان کی مہلت ختم ہو جائے اور اللہ بادلوں کے سائبان میں خود اور اُس کے فرشتے بھی آموجود ہوں اور منکرین پر دائمی عذاب کا فیصلہ ہی کر ڈالا جائے؟۔آخر کار سارے اعمال وافکار و تنازعات کو اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے ○ ع ۲۵

مدینے میں اسلامی پارٹی کے اس کانٹے کے مرحلے پر جب ایک ایک فرد بہت قیمتی ہے اور اُس کی صبر اور جماؤ کے ساتھ دشمنانِ دین وایمان سے مقابلے کے لیے اسلام کے ساتھ وابستگی درکار ہے۔ کہیں اپنی ہی مسجدوں، محفلوں اور محلّوں میں منافقین، مومنین کے دن رات اللہ کے رسولؐ کے ساتھ دیوانہ وار لگے رہنے کا مذاق اُڑا رہے ہیں تو کہیں یہودان کی غربت پر ہنس رہے ہیں رسولؐ کے ساتھ اور جماعت کے ساتھ چپک جانے سے جو خاندان اور بیوی بچوں کو دنیا کی لذتیں نہیں مل پا رہی تو اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ بڑے ناصح بن کر کچھ دنیا

کے اسٹیٹس [معیارِ زندگی] کو حاصل کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ اِس صورت حال سے نبٹنے کے لیے اللہ تبارک وتعالٰی فرما رہے ہیں کہ اِن یہود کی تاریخ گواہ ہے کہ اِن کو عطا کردہ قدر ومنزلت، دنیا میں عزت واقتدار اللہ نے اُس سے پہلے ہر گز نہیں چھینا جب تک اُنھوں نے اپنے اچھے اور پسندیدہ روّیے کو ناپسندیدہ روّیے سے تبدیل نہیں کرلیا۔ پس اے رسولؐ کے ساتھ چلنے والو یہود کے چکر میں آکر تم کہیں دنیا کے بندے نہ بن جانا، معیارِ زندگی کے چکر میں آخرت کو نہ گنوادینا۔

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

بنی اسرائیل سے پوچھو: کتنی نشانیاں ہم نے انھیں دکھائیں، اللہ کی نعمت پانے کے بعد جو قوم اس کو بدلتی ہے تو اللہ بھی سخت عذابوں والا ہے ○ جن لوگوں نے کفر کا روّیہ اختیار کیا ہے، ان کے لیے حیات دنیا کو پسندیدہ بنادیا گیا ہے۔ یہ لوگ ایمان قبول کرنے والوں کا مذاق اڑا رہے ہیں، مگر قیامت کے روز اللہ سے ڈرنے والے ان منکرین کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، اللہ، جسے چاہے بے حساب مال ومتاع سے نوازے ○

بنی اسرائیل سے پوچھو: کتنے دلائل، معجزات اور نشانیاں ہم نے انھیں دکھائیں مگر جب یہ نہ مانے تو پھر تاریخ کے صفحات پر ان کی تباہی و بربادی کی رَقم داستان کی گواہی یہ ہے کہ، اللہ کی نعمتِ ہدایت وره نمائی پانے کی خوش بختی کے بعد جو قوم اس کو بدبختی سے بدلتی ہے تو اُن کے لیے غفور ورحیم اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے ○ جن لوگوں نے اللہ کے رسول اور اُس کی دعوت سے کفر کا روّیہ اختیار کیا ہے، ان کے لیے حیات دنیا کو بڑا ہی دل فریب و پسندیدہ بنادیا گیا ہے۔ یہ لوگ [منافقین اور یہود] وحی الٰہی کی پیروی کرنے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور آخرت کی کامیابیوں کی دعوت دینے اور خود آگے بڑھ کر ایمان قبول کرنے والوں کا مذاق اڑا رہے ہیں، مگر قیامت کے روز یہی ایمان قبول کرنے اور اللہ سے ڈرنے والے ان منکرین کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رَہا اس دنیا کا معیارِ زندگی (life Status) تو یہاں اللہ، جسے چاہے بے حساب نوازے ○

شہر کے مضافات میں یہود آباد تھے، توحید اور آخرت کے قائل، ایک نبی کی آمد کے پہلے منتظر بھی تھے، اگرچہ سیاسی طور پر یثرب کے عرب باشندوں کے ماتحت تھے لیکن معاشی، علمی اور فنّی لحاظ سے عربوں سے آگے تھے۔ عربوں

کے قبولِ اسلام سے قبل یہود کے ساتھ اچھے تعلقات بھی تھے۔ قبول ایمان کے بعد یہود تو بنو اسرائیل سے نبوت چھن جانے پر حسد میں مبتلا ہو کر صرف اوس و خزرج سے ہی نہیں جبریل علیہ السلام سے ہی نہیں اللہ تعالیٰ سے بھی رنجش میں چلے گئے۔ جس طرح مہاجرین قریش کے مسلمان ہو جانے کے متمنی تھے ویسے ہی انصار، یہود کے مسلمان ہو جانے کی تمنا رکھتے تھے۔ اس پسِ منظر میں ذہنوں میں یہ سوال اُٹھنا ایک فطری امر تھا کہ انسان اتنے گروہوں میں کیوں کر تقسیم ہو گئے۔ جب مختلف انسانی گروہ آپس میں مختلف مفادات اور نظریوں کو لیے ٹکرا رہے تھے اور مدینے میں قبائلی نظام سے ہٹ کر ایک وسیع تناظر میں ایک بہت ہی منظم حکومت وجود میں آرہی تھی جس کی دھوم ایران وروم تک پہنچ رہی تھی، ضروری تھا کہ انسانیت کا خالق اس اختلاف کی وضاحت کردے۔ بات صاف کر دی گئی کہ جب بھی انسانوں کو شیطان نے گم راہ کیا تو للہ تعالیٰ نے انبیاؑ کو مبعوث کرنا شروع کیا۔ یہ انبیاؑ اس لیے نہیں بھیجے گئے تھے کہ ہر ایک اپنے نام سے ایک نئے مذہب کی بنا ڈالے اور اپنی ایک نئی اُمّت بنالے۔ بلکہ ان کے بھیجے جانے کی غرض یہ تھی کہ لوگوں کے سامنے اس کھوئی ہوئی راہِ حق کو واضح کر کے اُنھیں پھر سے ایک اُمّت بنا دیں۔ انبیاء کے ماننے والوں کے درمیان نادانوں کا کام نہیں تھا کہ اختلافات کرتے یہ اُن کے درمیان عالموں کی ہٹ دھرمی اور حق کو اچھی طرح جاننے والوں کی اَنا تھی اور محض باہمی عناد تھا جو ہمیشہ اچھی بھلی امتوں کو تفرقے اور جھگڑوں پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی یہ آیاتِ مبارکہ اپنے نزول کے وقت یہود کے لیے جتنی صحیح تھیں، ویسی ہی آج بھی حاملینِ قرآن کے لیے بھی بر محل ہیں۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۠ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

[سب] لوگ ایک ہی امت تھے۔ جب اختلافات پیدا ہوئے تو اللہ نے نبی بھیجے، جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے، اور ان نبیوں کے ساتھ لوگوں کے درمیان اختلافات کے باب میں قولِ فیصل لیے کتاب نازل ہوئی۔ اختلاف اُن لوگوں نے کیا جنھیں حق سے نوازا گیا تھا، اگرچہ ان لوگوں کے پاس اختلافی معاملات میں محکم دلائل آچکے تھے مگر محض باہمی عناد کی خاطر تفرقے میں پڑ گئے۔ پس اللہ نے اپنی توفیقِ خاص سے ایمان لانے والوں کو حق دکھا دیا، اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی جانب رہ نمائی کر دیتا ہے ○

زمین پر آغازِ میں سارے لوگ ایک ہی امت تھے۔ جب اختلافات پیدا ہوئے تو اللہ نے نبی بھیجے، جو اپنے پیروی کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کی بشارت دینے والے اور جھٹلانے والوں کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانے والے تھے، اور ان نبیوں کے ساتھ لوگوں کے درمیان اختلافات کے باب میں قولِ فیصل لیے کتاب بھی نازل ہوئی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اختلاف کی ابتدا اور جڑ بنیاد اُن صاحبانِ علم لوگوں نے رکھی جنھیں حق سے نوازا گیا تھا۔ اگرچہ ان لوگوں [بے بصیرت علماء] کے پاس اختلافی معاملات میں حق کو جاننے کے لیے محکم دلائل آچکے تھے مگر محض باہمی عناد و انا اور مفادات کی خاطر تفرقے میں پڑ گئے۔ پس اللہ نے اپنی توفیق خاص سے نبیوں پر ایمان لانے والوں کو حق دکھا دیا، اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی جانب رہ نمائی کر دیتا ہے ○

اہلِ مدینہ کے لیے تبدیلی مذہب بجائے خود ایک بڑی آزمائش تھی پھر اُس پر ایک کے بعد ایک آزمائشوں کا سلسلہ تھا، باہر سے آنے والے اپنے ہم مذہب بھائیوں کو قیام و طعام اور روزگار فراہم کرنا، پھر یہود سے دوستی کا دشمنی میں بدل جانا، قریش کے زیرِ اثر تاجر قبائل کا مدینے کو مال نہ بھیجنا، اِس سے بڑھ کر یہ کہ اپنے ہی درمیان ایک بڑے گروہِ منافقین کا پیدا ہو جانا، جس نے خاندانوں کے اندر بھی عداوت ڈال دی تھی اور اب..... لیجیے کہ قتال کا حکم آگیا ہے، اپنے دین کو بچانے کے لیے کٹ جایئے، مر جایئے! اہلِ ایمان کو اُن کے موقف پر جمائے رکھنے کے لیے جس طرح مکے میں مظالم کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی گئی تھی اور اہلِ ایمان سے کہا گیا تھا کہ کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ کیا یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے اور آزمائے نہ جاؤ گے؟ [الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿سُوۡرَۃُ الۡعَنۡکَبُوۡت:۲﴾] اُسی انداز میں، اُسی لہجے میں اہلِ مدینہ سے بات ہو رہی ہے

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ وَ لَمَّا یَاۡتِکُمۡ مَّثَلُ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِکُمۡ ؕ مَسَّتۡھُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ ﴿۲۱۴﴾	کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ محض ایمان کے دعوے پر ہی تمھیں جنت میں داخلہ مل جائے گا، حالانکہ تم کو تو ابھی وہ آزمائشیں پیش ہی نہیں آئیں، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر آچکی ہیں! اُن پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، وہ ہلا مارے گئے، حتّٰی کہ رسول اور اس پر ایمان لانے والے بول اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ خبردار اللہ کی مدد بس قریب ہے۔

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَا ذَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ فَلِلۡوَالِدَيۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِيۡلِ ؕ وَ مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱۵﴾

اے اللہ کے نبیؐ، لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مال میں سے کتنا خرچ کریں؟ اِنھیں بتادو کہ جتنا مال تم خرچ کر سکو، وہ تمھارے والدین، رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اور جو بھلائی بھی تم کرو گے، اللہ اس سے باخبر رہے گا ○

اے مسلمانو! کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ محض ایمان کے دعوے پر ہی تمھیں جنت میں داخلہ مل جائے گا، حالانکہ تم کو تو ابھی وہ آزمائشیں پیش ہی نہیں آئیں، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر آچکی ہیں! اُن پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، وہ ہلا مارے گئے، حتّٰی کہ اُن کے درمیان موجود اللہ کے رسول اور اس پر ایمان لانے والے اپنے رب سے بول اُٹھے کہ اے اللہ تیرا وعدۂ مدد کب پورا ہو گا؟ تیری مدد کب آئے گی؟ آزمائشوں پر پیہم صبر اور استقامت دکھانے پر اللہ نے اُن کی سُن لی، اُن کو جواب دیا گیا کہ خبردار اللہ کی مدد بس قریب ہے ○ اے اللہ کے نبیؐ، لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مال میں سے کتنا اور کس پر خرچ کریں؟ اِنھیں بتادو کہ جتنا بھی زیادہ سے زیادہ مال تم خرچ کر سکو، وہ تمھارے والدین، رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اور جتنی بھی مقدار میں کم یا زیادہ ہر ریا سے پاک خلوصِ نیت سے صرف اور صرف اللہ کی رضاجوئی کے لیے جو بھلائی بھی تم کرو گے، اللہ اس سے باخبر رہے گا۔

موضوع پر گفتگو ختم ہو رہی ہے جنگ و قتال کے لیے اب تک جو بات ترغیب اور اجازت کے لہجے میں کہی گئی تھی اب قانونی انداز میں کہی جا رہی ہے کہ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ. "تمھارے اوپر قتال کو فرض کیا جا رہا ہے" ویسے ہی جیسے كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ ، كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ.........الۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ، كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ کہا گیا تھا۔ قتال [جہاد] کی فرضیت نماز، روزے اور زکوٰۃ کی مانند ہے کہ جب سلطنتِ اسلامیہ کا سربراہ آپ کو دعوت دے کہ آؤ! تو جس طرح اذان کے بعد نماز نہیں چھوڑی جا سکتی اور رمضان کے روزے بلا عذرِ شرعی ترک نہیں کیے جا سکتے اسی طرح اایک اسلامی ریاست [حقیقی معنوں میں، نہ کہ آج کے مسلمان ممالک کی سیکولر حکوتیں] میں جب مسلمانوں کو بلایا جائے تو وہ شرعاً جہاد پر جانے کے پابند ہیں۔

---

۲ نزولِ قرآن مجید کے وقت مخاطبین مدینے کے نو مسلم تھے، مہاجرین تو بڑی آزمائشوں سے گزر چکے تھے، آج کے مخاطبین نسلی مسلمان ہیں، جو اسلام کا نہ کوئی شعور رکھتے ہیں اور نہ فرائض کے پابند ہیں۔

جنگ کے آداب وضوابط کے لحاظ سے بعض امور ابھی تشنہ ہیں جسے آئندہ آنے والی تنزیل میں، جو سورۃ البَقَرۃ میں شامل نہیں ہیں بلکہ بجائے خود ایک سورۃ؛ سُوْرَۃُ قِتَال میں بیان کیا ہے، جسے سُوْرَۃُ مُحَمَّدؐ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ تاہم اس بیان کے اختتام سے قبل نخلہ کے واقعے پر کفار مکہ، یہود اور منافقین نے پروپیگنڈے کی جو آگ لگائی ہوئی تھی اُس پر پانی ڈالا گیا ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ اُن کے سینوں میں ایک نئی آگ لگائی گئی ہے کہ نادانو! تم اس بات پر تو بہت چیں بہ جبیں ہو کہ حرام مہینوں میں تمھیں قتل کیوں کیا گیا، یہ بات مگر بھول جاتے ہو کہ تم نے مسجدِ حرام کا راستا بند کیا ہوا ہے اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالا ہے، یہ حرکت تو حرام مہینوں میں قتال سے بھی زیادہ بُری ہے تم کس منہ سے اِن مسلمانوں پر تنقید کرتے ہو یہ ایمان لا کر ہجرت کرنے والے مجرم نہیں، بجا طور پر اللہ کی رحمت کے امید وار ہیں۔ آیئے کلامِ الٰہی کی تلاوت فرمائیں:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

تم کو جنگ کا حکم دیا جا رہا ہے، جو تم کو بہت ناگوار ہوگا، ممکن ہے کہ ایک چیز تمھیں ناگوار ہو مگر انجام کار وہی تمھارے لیے بہتر اور سود مند ہو۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم کو ایک چیز پسند ہو جب کہ وہ آخر کار تمھارے لیے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○ آپؐ سے حرمت والے مہینے میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ آپؐ بتا دیجیے کہ اس میں جنگ تو بہت بری بات ہے، مگر اللہ کے راستے سے روکنا اور اُس کو تسلیم نہ کرنا اور مسجدِ حرام کا راستا بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور فتنہ قتل و غارت گری سے بڑھ کر ہے۔ وہ قریش کے لوگ تو تم سے اُس وقت تک جنگ سے باز نہ آئیں گے جب تک کہ اگر طاقت پائیں تو تم کو تمھارے دین سے نہ پھیر دیں اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے اور کفر کی حالت میں مرے، اس کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں بے وزن قرار پائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے ○

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَ جٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓـئِكَ يَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۱۸﴾

البتہ جو ایمان کا مظاہرہ کر رہے ہیں، جنھوں نے اللہ کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور آمادۂ جہاد ہیں، وہ بجا طور پر اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ خطاؤں کو معاف کرنے والا اور اپنی رحمت سے نوازنے والا ہے ○

تم کو دشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کا حکم دیا جارہا ہے [اسلام کے ایک رکن کی حیثیت سے جنگ فرض کی جارہی ہے]، جو تم میں سے کچھ کو ناگوار ہوگا، ممکن ہے کہ ایک چیز تمھیں ناگوار ہو مگر انجام کار وہی تمھارے لیے بہتر اور سود مند ہو۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم کو ایک چیز پسند ہو جب کہ وہ آخر کار تمھارے لیے بُری ہو۔ اے مومنو! تمھاری بھلائی اور نقصان کو تو اللہ ہی جانتا ہے، تم نہیں جانتے ○ ۲۱۶ لوگ آپؐ سے کسی حرمت والے مہینے [محرم، رجب، ذی القعدہ، ذو الحجۃ] میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ آپؐ بتا دیجیے کہ اس میں جنگ تو بہت بری بات ہے، مگر لوگوں کو اللہ کے پسندیدہ دین، اسلام کے راستے سے روکنا اور اُس کو تسلیم نہ کرنا اور مکہ میں ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے تعمیر کردہ اللہ کے گھر، مسجدِ حرام کا راستا محمدؐ کے ماننے والوں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور یہ فتنہ تو قتل و غارت گری سے بھی بڑھ کر ہے۔ وہ قریش کے لوگ تو تم سے اُس وقت تک جنگ سے باز نہ آئیں گے جب تک کہ اگر طاقت پائیں تو تم کو تمھارے دین سے نہ پھیر دیں اور اے مسلمانو، اِس کشمکش میں تم میں سے جو کوئی اپنے دین اسلام سے پھرے اور کفر کی حالت میں مرے، اس کے اعمال اسلام کے غلبے کے بعد دنیا میں، اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی بے وزن قرار پائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے ○ البتہ جو لوگ استقامت اور ثابت قدمی کے ساتھ ایمان کا مظاہرہ کر رہے ہیں، یعنی وہ جو مکہ سے نکالے گئے اور اُنھوں نے اللہ کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور اب اللہ ہی کے لیے کفار سے آمادۂ جنگ و جہاد ہیں، وہ بجا طور پر اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ اُن کی خطاؤں کو معاف کرنے والا اور اپنی رحمت سے اُن کو نوازنے والا ہے ○

☆☆☆☆☆